سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۴۸

اہل اللہ کی شانِ علم و حلم

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۴۸

اہل اللہ کی شانِ علم و حلم

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت و ارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : اہل اللہ کی شانِ علم و حلم

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ : ۱۵ ذوالقعدہ ۱۴۰۲؁ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۸۲؁ء، بروز جمعۃ المبارک

مرتب : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مجازِ بیعت حضرتِ والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخِ اشاعت : ۲۱ محرم الحرام ۱۴۳۷؁ھ مطابق ۴ نومبر ۲۰۱۵؁ء

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس: 11182 رابطہ: +92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل: khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

اہل اللہ کی شان علم و حلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ[1]

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ نصیحت فرمایئے، نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے۔ یعنی لوگوں تک دین کی بات پہنچایئے۔ یہ اجتماع بھی ہر جمعہ کو اسی لیے ہوتا ہے، نصیحت کرنے والے اور نصیحت سننے والے سب کو اللہ توفیق دے، اس مجلس میں آمد کا اہتمام اللہ کے لیے ہوتا ہے، آپ حضرات دور دور سے چل کر آتے ہیں تاکہ خدائے تعالیٰ کی اس آیت پر عمل ہو جائے۔ ذکر کی تفسیر مفسرین نے یہ کی ہے **کُلُّ مَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ** جو چیز بھی انسان کو نصیحت دیتی ہے وہ ہی ذکر ہے۔ چاہے وہ موت کی یاد ہی کیوں نہ ہو بلکہ موت کی یاد تو خاموش ذکر ہے۔ مفسرین فرماتے ہیں **وَاعِظٌ سَاکِتٌ** موت کا دھیان خاموش وعظ ہے۔ دل میں موت کا خیال لانا کہ ایک دن قبر میں لیٹ جانا ہے اور ساری دنیا کے تعلقات ختم ہو جائیں گے، وہاں تنہا لیٹنا ہے جہاں سکون اور دل بہلانے کے لیے کوئی سامان نہیں ہوگا۔ جن چیزوں میں ہم اس وقت بہت زیادہ مصروف ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بڑے بِزی (Busy) ہیں، ہمیں تو نماز کا ٹائم بھی نہیں ملتا، ہمیں بزرگوں کے پاس جانے کا ٹائم نہیں ہے۔ ان بزی اور مشغول لوگوں سے پوچھو کہ موت کے بعد قبر میں آپ کس چیز میں بزی

---

[1] الذّٰریٰت: ۵۵

ہوں گے ؟ آپ کی مشغولیت قبر میں کتنا کام آئے گی ؟ وہ مشغولیت اچھی نہیں ہے جو بندے کو مالک سے دور کر دے۔

جمعہ کی اذان کے بعد کسی کام میں مشغولیت جائز نہیں

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے تاجروں کو خاص ہدایت فرمائی کہ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الۡبَیۡعَ [۲] جب جمعہ کی اذان کی آواز آجائے تو بیع اور سودا ختم کر دو۔ اب سب تجارت ختم، بیچنا حرام، خریدنا حرام، اذانِ اوّل کی آواز سنتے ہی لین دین سب ختم، اب کوئی تجارت نہیں کر سکتے، مکان کے کرایہ کا لین دین بھی نہیں کر سکتے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے وَ ذَرُوا الۡبَیۡعَ اَیۡ وَاتۡرُکُوا الۡمُعَامَلَۃَ عَلٰی اَنَّ الۡبَیۡعَ مَجَازٌ عَنۡ ذٰلِکَ فَیَعُمُّ الۡبَیۡعَ وَالشِّرَاءَ وَالۡاِجَارَۃَ وَغَیۡرَھَامِنَ الۡمُعَامَلَاتِ کہ اللہ نے لفظ بیع نازل فرمایا ہے مگر اس بیع میں جملہ معاملات داخل ہیں جیسے لین دین کرنا، کرایہ داری طے کرنا، نکاح طے کرنا غرض جتنے معاملات ہیں سب ملتوی کر دینا، اس وقت صرف نماز کی تیاری کرو۔ اب مہمانوں سے گپ شپ بھی نہیں کر سکتے، بہت شدید بھوک لگی ہو تو کھانا کھالو ورنہ کھانا کھانے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ بس نماز کی تیاری کرو [۳]، وضو کرو، نہاؤ، سرمہ لگاؤ، عطر لگاؤ، کپڑے بدلو، مونچھیں بناؤ غرض جو چیزیں سنت ہیں ان کو ادا کرو۔

جو نماز جمعہ کو چھوڑ کر تجارت میں لگا ہوا ہے تو یہ اللہ کا فضل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ اِذَا رَاَوۡا تِجَارَۃً اَوۡ لَہۡوَۨا انۡفَضُّوۡۤا اِلَیۡہَا [۴] بعض لوگوں نے کسی سودے یا تماشے کی چیز کو دیکھا تو اس کی طرف دوڑتے ہوئے گئے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کی نافرمانیوں کے ساتھ تجارت کر رہے ہیں اس کو اللہ کا فضل کہنا اور حرام مال سے بنائی گئی بلڈنگ پر ھٰذَا مِنۡ فَضۡلِ رَبِّیۡ لکھنا جائز نہیں ہے، یہ سب حرام ہے۔ تجارت میں اللہ کا فضل اسی وقت

۲؎ الجمعۃ:۹

۳؎ روح المعانی:۲۸/۱۰۳،الجمعۃ(۹)،دار احیاء التراث،بیروت

۴؎ الجمعۃ:۱۱

ہے جب خدائے تعالیٰ کو راضی رکھتے ہوئے تجارت کریں۔ تجارت اللہ کی مرضی اور ان کا حق ادا کرکے کرو تو یہ تجارت فضل ہے اور اگر اپنے مالک یعنی اللہ میاں کا حق ادا نہیں کیا اور اپنے عیش کے لیے بھاگے تو عیش بھی نہ پاؤ گے اور نوٹوں کی گڈیوں میں بھی بے چین اور بے سکون رہو گے۔ سو سو کے نوٹوں کی گڈیوں سے تجوریاں بھری ہوں گی مگر قلب کو چین ملنا تو بڑی چیز ہے چین کا خواب بھی نظر نہ آئے گا، کیوں کہ مالک کو ناراض کرکے چین سے کیسے رہ سکتے ہو؟

نمازِ جمعہ کے بعد تلاشِ رزق میں مشغولیت کی اجازت

آگے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ جب نماز جمعہ ادا کر چکو اب زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل کو تلاش کرو۔ کیوں کہ تم نے اللہ کی فرماں برداری کی، نمازِ جمعہ ادا کی، اب تمہاری تجارت جائز ہے، اب اللہ کی زمین پر چلو پھرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ یہاں فضل کے معنی تجارت کے ہیں، روزی کے ہیں، رزق تلاش کرنے کے ہیں یعنی اب رزق تلاش کرنے کے لیے زمین میں پھیل جاؤ۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد بازار میں چکر لگا کر واپس آجایا کرتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ نہ کچھ خریدتے ہیں نہ بیچتے ہیں، بس بازار میں چکر لگا کر واپس آجاتے ہیں۔ تو وہ کہنے لگے کہ میں اس آیت پر عمل کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ زمین میں پھیل جاؤ۔ تو میں تھوڑی دیر کے لیے بازار میں گھوم آتا ہوں تاکہ اللہ کے حکم پر عمل ہو جائے۔ لیکن یہ عمل کرنا واجب نہیں ہے، مستحب اور جائز ہے۔ اگر کوئی جمعہ کے بعد بازار نہیں جاتا تو یہ اس کے لیے جائز ہے، واجب نہیں ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ایسا ہی کیا تھا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ صحابیِ رسول حضرت عبداللہ بن بسر المازنی رضی اللہ عنہ فرماتے ھیں اَنِّی رَأَیْتُ سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰکَذَا یَصْنَعُ[۵] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میں

---

[۵] روح المعانی: ۲۸/۱۰۴، الجمعۃ (۱۰)، دار احیاء التراث، بیروت

نے نماز جمعہ کے بعد بازار جاتے ہوئے دیکھا۔یعنی آپ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد بازار گئے، وہاں کچھ سودا پوچھا اور پھر واپس آگئے۔ لیکن اُس زمانے کے حالات ایسے تھے کہ تجارت گاہیں اور مارکیٹیں گناہوں سے خالی تھیں، اب بازاروں میں جاکر اس پر عمل کروگے تو حرام کا ارتکاب ہو جائے گا، کیوں کہ بے پردہ عورتوں سے ہماری نظریں خراب ہوں گی، لہٰذا اس زمانے میں اپنے گھروں میں ہی رہو۔

تجارت گاہوں میں کثرتِ ذکر کی تعریف

جو لوگ بعد نمازِ جمعہ تجارت کے لیے بازار جاتے ہیں اور اپنی اپنی دوکانوں اور کاروبار میں لگ جاتے ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو فَانۡتَشِرُوۡا پر عمل کر رہے ہیں، اللہ کے رزق کو بازاروں میں تلاش کر رہے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ مسجد میں ہم مومن تھے اور بازار میں آکر ہم آزاد ہوگئے بلکہ تجارت گاہوں اور بازاروں میں اللہ کا اور زیادہ ذکر کرو۔ فَانۡتَشِرُوۡا یعنی تجارت کی اجازت دینے کے ساتھ ساتھ یہ آیت بھی نازل ہوئی وَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا لَّعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ۔[۶]

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے اندر تاجروں کو، دفتر والوں کو بلکہ ساری دنیا کے کاروبار کرنے والوں کو یہ حکم دے دیا کہ جس طریقے سے تم مسجد میں ہمارے عاشق رہتے ہو تو مسجد سے باہر نکل کر بھی ہم کو مت بھولنا۔ جس طریقے سے تم نے ہمیں مسجد میں یاد کیا مسجد سے نکلنے کے بعد بھی ہم کو مت بھولنا۔وَ اذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہنا۔[۷] مثلاً کسی گاہک سے یہ کہنا ہے کہ کل آپ کو مال دیں گے تو اللہ کا نام لیتے ہوئے یہ بات کہو کہ ان شاء اللہ کل آپ کو مال دیں گے، اسی بہانے اللہ کا نام لے لیا۔ کسی کو کوئی مصیبت آئی تو کہو کہ اللہ آپ کو عافیت دے۔ دیکھو پھر اللہ کا نام زبان پر آگیا ہے۔

نام لینے کو بہانہ چاہیے

۶؎ الجمعۃ:۹-۱۰

۷؎ روح المعانی:۲۸/۱۰۴،الجمعۃ(۱۰)،دار احیاء التراث،بیروت

ارے اللہ کے عاشقوں کو تو ان کا نام لینے کا کوئی نہ کوئی بہانہ چاہیے۔ لہٰذا تھوڑی دیر میں سبحان اللہ کہہ دیا، الحمد للہ کہہ دیا، درود شریف پڑھ لیا۔ اللہ کا نام تھوڑی تھوڑی دیر میں لیتے رہو۔

اور ذکر میں یہ بھی داخل ہے کہ ترازو صحیح ہو، وزن صحیح ہو، سودا بے عیب ہو، کوئی ناجائز معاملہ مت کرو، جھوٹ نہ بولو، جھوٹی قسم نہ کھاؤ بلکہ سچی قسمیں بھی کثرت سے نہ کھاؤ، اللہ کی نافرمانی نہ کرو، یہ سب چیزیں ذکر میں داخل ہیں۔ جس طریقے سے نیک عمل کرنا ذکر ہے ویسے ہی برا عمل ترک کرنا بھی ذکر ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ ذکر وجودی ہے اور یہ ذکر عدمی ہے یعنی یہاں عمل معدوم ہو رہا ہے۔ جیسے ہم بد نگاہی نہیں کر رہے ہیں تو عمل نہیں کر رہے ہیں، عمل کا عدم ہو رہا ہے۔

ہمارے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ ایسے کریم مالک ہیں کہ عمل نہ کرنے کا بھی اجر دے رہے ہیں۔ دنیاوی مالک اور کارخانے والے اگر مزدوری نہ کرو تو کچھ نہیں دیتے۔ لیکن اللہ میاں کہتے ہیں کہ برے کام نہ کرو اور کام نہ کرکے ہم سے مزدوری لے لو۔ آنکھیں بری جگہ نہ ڈالو، چوری نہ کرو، جھوٹ نہ بولو۔ برے فعل نہ کرکے اجر و ثواب کی مزدوری لے لو۔ کوئی ہے فیکٹری کا مالک جو مزدوروں سے کہہ دے کہ آپ کام نہ کرو اور ہم سے پیسے لے لو۔ یہ تو اللہ ہی کا کام ہے، وہ ہی ایسے کریم مالک ہیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھنے کے مواقع اور فوائد

میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جب کبھی کوئی تکلیف پہنچے چاہے چھوٹی سے چھوٹی تکلیف ہو جیسے کسی چیونٹی نے کاٹ لیا، مچھر نے کاٹ لیا یا بجلی فیل ہوگئی تو چھوٹی چھوٹی تکلیفوں پر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ[۸] کہنے کے ساتھ ایک سنت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اور بیان فرمائی ہے جس کی کم لوگوں کو خبر ہے وہ یہ ہے کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھنے کے بعد یہ دعا بھی پڑھو اَللّٰھُمَّ اْجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا[۹] اے اللہ

۸؎ البقرۃ:۱۵۶

۹؎ مسند احمد:۴۴/۲۴۷(۲۶۶۳۵)، حدیث ام سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم مؤسسۃ الرسالۃ

ہم کو جو تکلیف پہنچی اس پر ہمیں اجرت دیجیے، مزدوری دیجیے، ثواب دیجیے، اجر دیجیے۔ اور تکلیف کتنی بڑی ہو؟ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مچھر کے کاٹنے پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا، کانٹا چبھنے پر پڑھا، جوتے کا تسمہ ٹوٹنے پر پڑھا اور جب اچانک ہوا سے چراغ بجھ گیا اس وقت بھی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھا۔[1] یہ ہے نبوت کا مقام۔ ہم لوگ سمجھتے ہیں کہ کوئی بڑی آفت آئے تب ہی اِنَّا لِلّٰہِ پڑھو۔ جب چیونٹی کاٹ لیتی ہے اس وقت اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ کر اجر نہیں لیتے۔ ہمارے ثواب کی تجارت بہت خسارے میں ہے۔ جب کہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل پیش کرتے ہیں کہ اگر مچھر کاٹ لے، کانٹا چبھ جائے، جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے یا چراغ بجھ جائے اس وقت بھی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھو۔ اسی طرح کوئی فکر آگئی یا کوئی پرانا غم یاد آگیا تو اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کے بعد اَللّٰھُمَّ اْجُرۡنِیۡ فِیۡ مُصِیۡبَتِیۡ وَ اخۡلُفۡ لِیۡ خَیۡرًا مِّنۡھَا پڑھو یعنی اللہ ہمیں اس مصیبت پر اجر عطا فرما اور اس کا بہترین نعم البدل عطا فرما۔

بہت سی دعائیں جو دنیا میں پوری نہیں ہوتی ان کے لیے بھی اِنَّا لِلّٰہِ پڑھو اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھو کہ دنیا میں جو دعائیں قبول نہیں ہوئیں ان کے بدلے میں اللہ تعالیٰ آخرت میں اتنا زیادہ دیں گے کہ مومن یہ تمنا کرے گا کہ کاش دنیا میں میری کوئی دعا قبول ہی نہ ہوئی ہوتی، ہمیں کیا معلوم تھا کہ دنیا میں اسکوٹر مانگا تھا اور یہاں پر رف رف کی سواری مل گئی جو جنت میں فر فر اُڑے گی۔ ہر جنتی کو ایک سواری ملے گی اس کا نام رف رف ہے۔ میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ رف رف کیسے اُڑے گی؟ فر فر۔ رف رف کو اُلٹا پڑھو تو فر فر بنتا ہے، وہ سواری بھی فر فر اُڑے گی۔ حضرت یہ بات ہنس کر فرماتے تھے کہ اس کی رفتار ایسی ہوگی کہ فر فر اُڑے گی۔

جو شخص اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ لیتا ہے اللہ اس کے نقصان کی تلافی کر دیتا ہے۔ اور سوچ لو کہ اللہ کی تلافی کیسی ہوگی، وہ اپنے کرم کے شایان شایان تلافی کرتے ہیں۔ لہٰذا کبھی کبھی یہ دعا بھی مانگ لیا کرو کہ یا اللہ مجھ سے جو نافرمانیاں اور گناہ ہوگئے ہیں اور ان سے جو نقصان میری ذات کو

---

[1] روح المعانی: ۲/۲۳، البقرۃ (۱۵۶)، دار احیاء التراث، بیروت

پہنچا، یا آپ کی مخلوق کو پہنچا۔ کیوں کہ گناہ کا اثر اپنے اوپر بھی پہنچتا ہے اور جہاں جہاں ان گناہوں کے تعلقات ہوتے ہیں ان کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ جس زمین پر گناہ ہوتا ہے وہاں بھی لعنت برستی ہے، وہاں بھی نقصان پہنچتا ہے۔ تو یوں دعا کرو کہ یا اللہ میرے گناہوں کو معاف فرمادیجیے اور ان سے نقصاناتِ لازمہ اور متعدیہ یعنی جس کے اثرات دوسروں کو پہنچ جائیں دونوں نقصانات کی اپنے شایانِ شان کرم کے تلافی فرمادیجیے۔ دیکھنا پھر ان شاء اللہ کیا ہوتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو تکلیف پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ لیتا ہے اَجَرَہُ اللہُ فِیْ مُصِیْبَتِہٖ اللہ تعالیٰ اس کو اس مصیبت پر اجر دیں گے وَ خَلَفَ لَہٗ خَیْرًا مِّنْھَا[۱۱] اور اللہ اس سے بہتر چیز اس کو عطا فرمادیتے ہیں۔

سورۂ رحمٰن میں ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ[۱۲] مؤمن کو دو جنتیں ملیں گی۔ جَنَّۃٌ لِنَفْسِہٖ وَلِاَحْبَابِہٖ ایک جنت اس کے دوست احباب سے ملاقات کے لیے ہوگی۔ اور دوسری جنت اس کی بیویوں، حوروں اور خادموں کے لیے ہوگی۔ پہلے زمانے میں دیہاتوں میں زمیں داروں کے مکان کے باہر مہمانوں کے لیے ایک بیٹھک ہوتی تھی اور جو محل سرا ہوتا تھا جہاں بیگمات وغیرہ ہوتی تھیں وہ کافی فاصلہ پر الگ عمارت ہوتی تھی تاکہ خواتین کی آواز باہر مردوں تک نہ جاسکے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جنت میں بھی اس طریقے سے انتظام فرمایا ہے۔

انبیاء عالم الغیب نہیں ہوتے

ایک بات عرض کررہا ہوں کہ عورتوں کے حقوق کے بارے میں بہت سے لوگ پریشان ہیں۔ کسی کی بیوی بہت زیادہ بدزبان، بدتمیز اور تیز زبان کی ہے، شوہر ساری زندگی گھٹ گھٹ کر گزارتے ہیں تو ان کے بارے میں ایک عجیب حدیث ملی جس کو سن کر مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ میں نے زندگی میں آج پہلی دفعہ یہ حدیث سنی ہے۔ جب

---

[۱۱] مسند احمد: ۴۴/۲۴۷ (۲۶۶۳۵)، حدیث ام سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مؤسسۃ الرسالۃ

[۱۲] الرحمٰن: ۴۶

کہ مفتی صاحب بیس سال بخاری شریف پڑھاتے رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ ہدہد کو وہ سلطنت دکھادی جس کی حضرت سلیمان جیسے پیغمبر کو بھی خبر نہیں تھی۔ ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ میں ایسی خبر لایا ہوں جس کی آپ کو خبر نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبیوں کو بھی علمِ غیب نہیں دیا جاتا۔ اس آیت کا کیسے انکار کرسکتے ہو؟ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ہدہد نے کہا اے سلیمان علیہ السلام میں آپ کے پاس ملکہ بلقیس کی سلطنت کی خبر لایا ہوں، ایک عورت جو سلطنت چلارہی ہے، اس کا نام بلقیس ہے اور اس کے پاس ایسا تخت ہے کہ آپ کو بھی اس کی خبر نہیں ہے۔

خواتین کے حقوق کی ادائیگی میں صبر سے کام لینا

قرآن پاک کی آیت ہے خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا[۱۳] انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اَیۡ فِیۡ اَمۡرِ النِّسَاءِ ہمارا بندہ عورتوں کے حقوق کی ادائیگی کی تکلیف سے گھبرا جاتا ہے۔ پھر اس آیت کی تفسیر میں علامہ آلوسی ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔ اس حدیث کو بہت اہتمام سے سنیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا خَیۡرَ فِی النِّسَآءِ وَلَا صَبۡرَ عَنۡھُنَّ[۱۴] عورتوں میں خیر نہیں مگر ان کے بغیر صبر بھی نہیں۔ اس حدیث میں مطلق خیر کی نفی نہیں ہے بلکہ خیر کامل کی نفی ہے۔ مراد یہ ہے کہ جزوی خیر بھی ہے اور جزوی شر بھی ہے۔ جیسے حدیثِ پاک میں ہے کہ لَا دِیۡنَ لِمَنۡ لَا عَھۡدَ لَہٗ، جس میں عہد کی پاس داری نہیں اس میں دین نہیں۔ تو کیا آدمی عہد شکنی سے کافر ہو جاتا ہے؟ اور فرمایا کہ لَا اِیۡمَانَ لِمَنۡ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ[۱۵] اس میں ایمان نہیں ہے جس میں امانت نہیں ہے۔ ایسی کتنی حدیثیں ہیں جن میں لَا نفی جنس داخل ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کامل نہیں ہے۔

---

[۱۳] النساء:۲۸

[۱۴] روح المعانی:۵/۱۴،النساء(۲۸)،داراحیاءالتراث،بیروت

[۱۵] شعب الایمان للبیھقی:۱۹۶/۶(۴۰۴۵)،باب الایفاءبالعقود،مکتبۃ الرشد،ریاض

خواتین فطرتاً کمزور ہوتی ہیں

تو حدیث لَا خَیْرَ فِی النِّسَآءِ کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں میں خیرِ مکمل، خیر کا کمال نہیں ہے، ان کے اندر کچھ بشری کمزوریاں ہوتی ہیں۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بابا آدم علیہ السلام جنت میں اکیلے سورہے تھے، ابھی امّاں حوّا پیدا نہیں ہوئی تھیں۔ ان کے سوتے وقت فرشتوں کو حکم ہوا کہ ان کی بائیں پسلی نکال لو تو بائیں طرف کی پسلی نکال لی گئی، اس کے بعد جہاں سے پسلی نکالی گئی اس جگہ جو خلا ہو گیا تھا وہاں گوشت پیدا کر دیا۔ اوراللہ میاں نے اس ٹیڑھی پسلی سے مائی حوّا کو پیدا کیا۔ چوں کہ پسلی ٹیڑھی ہوتی ہے اس لیے عورتیں بھی تھوڑی سی ٹیڑھی ہوتی ہیں، یہ عورتوں کی فطرت بتارہا ہوں۔ جب بابا آدم کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک خاتون بیٹھی ہوئی ہیں۔ ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں حوّا ہوں۔ ایک دفعہ فرشتوں نے پوچھا کہ آپ کا نام حوّا کیوں ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں حیّ یعنی زندہ سے پیدا ہوئی ہوں۔ اللہ نے ہم کو آدم علیہ السلام سے پیدا فرمایا ہے۔ منی مردہ چیز ہے، عام انسان مردہ چیزوں سے پیدا کیے جاتے ہیں لیکن حضرت حوّا کو اللہ تعالیٰ نے خاص حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے زندہ پیدا فرمایا۔ حضرت آدم نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس لیے پیدا فرمایا؟ تو انہوں نے عرض کیا لِتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡہَا[۱۶] تاکہ آپ مجھ سے سکون حاصل کریں۔ تو معلوم ہوا کہ عورتیں مردوں کے لیے باعثِ سکون ہوتی ہیں، ان سے اُنس رہتا ہے، طبیعت نہیں گھبراتی، اللہ نے ان کو رفیق حیات بنایا ہے۔

خواتین سے نرم برتاؤ کی ترغیب

ایک دفعہ ناظم آباد میں ایک برقعہ پوش خاتون آئیں اور انہوں نے کہا کہ اشرفی تیل دے دیجیے۔ میں نے کہا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے شوہر نے جوتے سے مار مار کر کھوپڑی گنجی کردی ہے، سر پر گومڑے نکلے ہوئے ہیں یعنی ورم ہو گیا ہے اور شوہر کون تھے؟ بڑے دین دار، مقرر اور خطیب۔ اگر اخلاق کی اصلاح نہ ہو تو ایک مٹھی داڑھی بھی ہے،

[۱۶] روح المعانی:۲۱/۳۰، الروم (۲۱)، دار احیاء التراث، بیروت

نماز بھی ہے، اشراق بھی ہے لیکن بندوں کے حقوق میں نفس بے قابو ہو جاتا ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ **وَلَا صَبْرَ عَنْهُنَّ** عورتوں کے بغیر صبر بھی نہیں ہوتا، اگرچہ ان میں کچھ کمزوریاں ہیں، صبر کی کمی ہے، عقل کی کمی ہے اور زبان سے بھی شوہر کے حقوق میں کچھ کوتاہی ہو جاتی ہے **وَلَا صَبْرَ عَنْهُنَّ** لیکن ان کے بغیر صبر بھی نہیں کیا جاسکتا یعنی وہ معاشرے میں رہن سہن کے لیے اتنی ضروری ہیں کہ ان کے بغیر صبر بھی نہیں ہوتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ **يَغْلِبْنَ كَرِيمًا** عورتیں غالب ہو جاتی ہیں کریم مردوں پر۔ یعنی اپنی زبان کے زور سے یا کسی اور وجہ سے وہ کریم مردوں پر غالب ہو جاتی ہیں، **وَيَغْلِبُهُنَّ لَئِيمٌ** اور غالب ہو جاتے ہیں ان پر غیر کریم۔ لئیم کا ترجمہ غیر کریم سے کر رہا ہوں ورنہ اصل ترجمہ تو کمینے لوگ ہیں لیکن میں اس لیے یہ ترجمہ نہیں کرتا کیوں کہ اس سے لوگوں کو وحشت ہوتی ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کریم کے مقابلے میں لئیم کا لفظ استعمال فرمایا یعنی عورتوں کو ستانے والا اور ان کو دُکھ پہنچانے والا غیر کریم ہے۔ اس میں کرم کی کمی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے فرماتے ہیں **فَاُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ كَرِيْمًا مَغْلُوْبًا وَلَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ لَئِيْمًا غَالِبًا**[ؔ۱] میں محبوب رکھتا ہوں اس بات کو کہ میں کریم رہوں اگرچہ مغلوب رہوں اور میں محبوب نہیں رکھتا اس بات کو کہ میں غیر کریم ہو جاؤں۔

دیکھو میرے دوستو یہ حدیث عجیب و غریب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اس بات کو محبوب رکھتا ہوں کہ میں کریم رہوں اگرچہ یہ اپنی زبان سے ہم کو ستالے، میں مغلوب تو رہوں مگر کرم ہاتھ سے نہ جانے دوں، اور اس بات کو محبوب نہیں رکھتا کہ میں غیر کریم بن کر ان پر غالب ہو جاؤں۔ میں بہت نزول کر کے ترجمہ کر رہا ہوں ورنہ اس کا ترجمہ تو بہت خطرناک ہے۔ لغت میں لئیم کے معنی ہیں کمینہ لیکن پھر بھی میں غیر کریم سے ترجمہ کر رہا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں محبوب نہیں رکھتا اس بات کو کہ میں غیر کریم ہو جاؤں۔ یعنی لئیم ہو جاؤں اور بد اخلاقی سے، مار پیٹ سے یا طاقت سے ان کو دبا کر

ؔ۱ روح المعانی: ۵/۱۴، دار احیاء التراث، بیروت

کے غالب ہو جاؤں۔

اچھے اخلاق کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے وزنی اعمال اچھے اخلاق ہوں گے[۱۸] اور لوگوں کو اچھے اخلاق کی بدولت صدیقین کا مقام مل جائے گا۔ اور فرمایا کہ جس کے اچھے اخلاق ہوں گے وہ قائم اللیل اور صائم النہار کے درجہ میں رکھا جائے گا یعنی ان لوگوں کے درجے میں رکھا جائے گا جو دن بھر روزے رکھتے ہیں اور رات بھر عبادت کرتے ہیں۔ ان کے درجے میں اس شخص کو رکھا جائے گا جو صرف فرض، واجب اور سنّت مؤکدہ ادا کرتا ہے، دن میں روزہ اور رات بھر عبادت بھی نہیں کرتا بس عشاء کی فرض، سنّت مؤکدہ اور وتر پڑھ کر سو جاتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ الرَّجُلَ لَیُدْرِکُ بِحُسْنِ خُلُقِہٖ دَرَجَاتٍ کہ آدمی حسن اخلاق کی وجہ سے اللہ کے نزدیک اس قدر بلند درجات پالیتا ہے کہ وہ قَائِمُ اللَّیْلِ اور صَائِمُ النَّھَارِ کے درجہ کو پہنچ جاتے ہیں[۱۹] یعنی یہ لوگ اچھے اخلاق کی برکت سے رات بھر عبادت کرنے والوں اور دن میں روزہ رکھنے والوں کا درجہ پا جائیں گے۔

مخلوق پر رحم کرنے کا انعام

ایک مرتبہ ہمارے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے ایک مجمع میں جس میں خواتین بھی پردے کے ساتھ الگ جگہ موجود تھیں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عورت کے بارے میں خبر دی گئی کہ وہ رات بھر جاگتی ہے اور دن کو روزہ رکھتی ہے لیکن تُؤْذِیْ جِیْرَانَھَا بِلِسَانِھَا اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے، زبان کی بڑی خراب ہے، مغلوب الغضب ہو جاتی ہے، غصے میں خیال ہی نہیں رہتا تھا کہ کیا اول فول نکل رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھِیَ فِی النَّارِ یہ جہنم میں جائے گی۔ کیوں صاحب رات بھر کی

---

۱۸ جامع الترمذی:۲۰/۲،باب ماجاء فی حسن الخلق،ایچ ایم سعید

۱۹ شعب الایمان للبیھقی:۳۶۴/۱۰(۷۶۳۳)،باب حسن الخلق،مکتبۃ الرشد،ریاض

عبادت کہاں گئی؟ دن کے روزے کہاں چلے گئے؟ دوستو مخلوق خدا کے معاملے میں ڈرو، یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دوسری عورت کے بارے میں پوچھا کہ وہ نفلی عبادات تو زیادہ نہیں کرتی لیکن پڑوسیوں سے خوش اخلاقی سے پیش آتی ہے، سارا محلّہ اس سے خوش ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا هِيَ فِي الْجَنَّةِ[٢٠] یہ جنت میں جائے گی۔ ایک بدکار عورت نے پیاس سے مرتے کتے کو پانی پلا دیا۔

بخاری شریف کی روایت ہے غُفِرَ لِامْرَأَةٍ مُوْمِسَةٍ کہ ایک بدکار عورت کی صرف اسی بات پر بخشش ہوگئی فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ[٢١] کہ اس نے پیاس سے مرتے کتے کو پانی پلا دیا۔ حالاں کہ کتنا بڑا گناہ کرتی تھی۔ لیکن اس سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے میری مخلوق پر رحم کیا جا اسی بات پر تجھے بخش دیتا ہوں۔

خدا اور خاصّانِ خدا میں رحم و کرم کی شان

دوستو مخلوق پر رحم کرنا سیکھو۔ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق کے لیے فرمایا اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْ بَکْرٍ[٢٢] میری امت میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابو بکر صدیق ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی مخلوق پر رحم کرنا ایسی عظیم نعمت ہے جس کی برکت سے حضرت ابو بکر صدیق اکبر بنے۔

ہمارے نبی کی خاص صفت رحمۃ للعالمین ہونا بیان کی گئی ہے یعنی یہ سارے عالم کے لیے رحمت بن کر آئے۔ کیوں کہ دوسروں کی ایذاؤں کے باوجود ان پر رحم کرنے میں بہت مجاہدہ ہوتا ہے، دل کو بہت تکلیف ہوتی ہے، عبادت میں تو آپ کے جذبات کو چھیڑنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ مسجد کے گوشے میں بیٹھے ہیں، اپنے حجرے میں بیٹھے ہیں اور ہاتھ میں تسبیح

---

[٢٠] شعب الایمان للبیہقی: ١٢/٩٤(٩٠٩٨)، باب اکرام الجار، مکتبۃ الرشد، ریاض

[٢١] صحیح البخاری: ١/٤٦٧(٣٣٣٢)، باب اذا وقع الذباب فی شراب احدکم فلیغمسۃ، المکتبۃ المظہریۃ

[٢٢] جامع الترمذی: ٢/٢١٩، کتاب المناقب، ایچ ایم سعید

ہے یا آپ تلاوت قرآن پاک میں مشغول ہیں تو یہ ایسا ماحول نہیں ہے جو آپ کے جذبات کو چھیڑ دے اور آپ کو غصہ آجائے۔ لہٰذا اس میں امتحان کی کون سی بات ہے؟ امتحان کا موقع تو وہ ہوتا ہے جہاں گھٹن ہو، قلب پر صدمے ہوں پھر بھی برداشت ہو یعنی مخلوق کی خطاؤں کو معاف کرو اور خطا معاف کرکے ان پر احسان بھی کرو۔

حضرت حسین کی حضور سے مشابہت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ صدیق اکبر نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا بِأَبِیْ شَبِیْہٌ بِالنَّبِیِّ لَا شَبِیْہٌ بِعَلِیٍّ[۲۳] میرے باپ آپ پر قربان ہوجائیں، آپ پر فدا ہوجائیں، آپ کی شکل بالکل میرے نبی کی مشابہ ہے، آپ علی کے مشابہ نہیں ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر ہنسا کرتے تھے۔ جب صدیق اکبر یہ بات فرماتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنسا کرتے تھے کہ میرے بیٹے کی تو تعریف ہورہی ہے مگر میرے بارے میں دیکھو کیا کہہ رہے ہیں۔ لیکن ان کو مزہ آتا تھا۔ اپنی اولاد کی تعریف سن کر بھی آدمی کا دل خوش ہوتا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک بیٹے کا نام علی رکھا۔ یہ عرب کا رواج تھا کہ باپ کا نام اپنے بیٹے کا بھی رکھ لیتا تھا جیسے علی ابن حسن ابن علی۔

غصے کو ضبط کرنے کا حکم

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے جن کا نام بھی علی تھا، ان کا ایک واقعہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ ان کی ایک باندی تھی جو حافظہ قرآن تھی، وہ انہیں وضو کرارہی تھی، اچانک گرم پانی کا لوٹا ہاتھ سے چھوٹ کر ان کے اوپر گر گیا جس سے ان کا چہرہ زخمی ہوگیا اور خون نکلنے لگا۔ ان کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا۔ اسی وقت اس حافظہ قرآن

۲۳؎ فتح الباری: ۷/۹۶ (۳۷۵۳)، باب مناقب الحسن والحسین، دار المعرفۃ، بیروت

باندی نے قرآن پاک کی آیت پڑھی وَ الْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ[۲۴] اللہ کے خاص بندے وہ ہیں جو غصّے کو پی جاتے ہیں۔ عربی لغت میں کَظَمَ چمڑے کی مشک کو پانی سے بھر کر اس کا منہ کس کر باندھ دینے کو کہتے ہیں تاکہ پانی نہ نکلے۔ غصّے سے بھر جانے کے بعد اگرچہ سارا جسم مشک کی طرح پھول جائے لیکن خبردار منہ سے کچھ نہ نکلے، غصّے کو پی جاؤ، ضبط کرو، اللہ کے خوف کی رسی سے منہ کس کے باندھ دو۔

آپ نے لونڈی کی بات سن کر فوراً فرمایا قَدْ کَظَمْتُ غَیْظِیْ۔ یہ تھے اللہ کے اولیاء۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا غصہ پی لیا۔ جب اللہ کا فرمان سنا تو یہ نہیں دیکھا کہ کس کے منہ سے نکل رہا ہے، یہ نہیں کہا کہ ہماری خادمہ ہو کر ہم کو قرآن سناتی ہو بلکہ اللہ کی آیت سن کر فوراً ڈر گئے۔ اب لونڈی نے آیت کا اگلا حصہ پڑھا وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قَدْ عَفَوْتُ عَنْکِ جا میں نے تجھے معاف بھی کیا۔ پھر اس نے پڑھا وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ[۲۵] اور اللہ احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ یہ سنتے ہی اس کو آزاد کر دیا کہ جا آج سے تو آزاد ہے۔

اولیاء اللہ کے لیے اصطلاحی عالم ہونا لازم نہیں

روح المعانی میں ایک مسئلہ نظر آیا۔ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ولی اللہ صرف عالم ہی ہو سکتا ہے اور کون سا عالم؟ اصطلاحی عالم۔ جو مدارس سے درسیات پڑھ کر نکلا ہو۔ اس بارے میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تحقیق پیش کر رہا ہوں۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ آیت هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا[۲۶] یعنی اللہ نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا، کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ معلوم ہوا اِنَّ اِفَاضَةَ الْعُلُوْمِ لَا تَتَوَقَّفُ عَلَى الْاَسْبَابِ الْعَادِیَةِ اللہ کسی کو علم عطا کرنے کے لیے اس بات کے پابند نہیں ہیں کہ وہ کسی مدرسے میں داخل ہو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطائے علم اس پر موقوف نہیں ہے، اللہ چاہیں تو بغیر کسی سبب

[۲۴] اٰل عمرٰن: ۱۳۴

[۲۵] روح المعانی: ۵۸/۴، اٰل عمران (۱۳۴)، دار احیاء التراث، بیروت

[۲۶] الجمعة: ۲

کے علم عطا فرما دیں جیسے اپنے نبی کو اُمّی بنایا، انہیں کسی مدرسے میں نہیں پڑھنا پڑا، انہیں اللہ نے ہی براہِ راست علم عطا فرمایا، ایسے ہی اس امت کے بعض اولیاء ایسے بھی ہیں جو ان پڑھ تھے، کسی مدرسے میں قدم تک نہیں رکھا تھا لیکن اللہ نے ان کا سینہ اپنے خاص علم سے بھر دیا۔ نبی اُمّی کی غلامی کے صدقے میں امّت کے بعض خصوصی اولیاء کو بھی اللہ نے یہ مقام دیا ہے۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ مشائخ اور علماءِ محققین لکھتے ہیں اِنَّ وَلِیًّا یَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ اُمِّیًّا ولی کے لیے جائز ہے کہ وہ اُمّی بھی ہو سکتا یعنی مدرسوں میں نہ پڑھا ہو، کسی استاد سے نہ پڑھا ہو، اللہ تعالیٰ کی خاص عطا سے اس کو علم مل گیا ہو۔ اس پر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ حضرت معروف کرخی کی مثال پیش کرتے ہیں۔ حضرت معروف کرخی اُمّی تھے، کسی مدرسے میں نہیں پڑھا تھا مگر اللہ نے ان کو اتنا علم عطا کیا تھا کہ بڑے بڑے علماء ان سے فیض یاب ہوتے تھے۔ علامہ ابن قیم جوزی تصوف کے زیادہ قائل نہیں تھے مگر حضرت معروف کرخی کے وہ بھی قائل ہیں۔

اسی لیے علامہ آلوسی اپنی تحقیق پیش فرماتے ہیں فَالْوِلَایَۃُ لَا تَتَوَقَّفُ قَطْعًا عَلٰی مَعْرِفَۃِ الْعُلُوْمِ الرَّسْمِیَّۃِ کَالنَّحْوِ وَ الْمَعَانِیْ وَ الْبَیَانِ وَ غَیْرِ ذٰلِکَ کہ اللہ کے نزدیک ولی ہونے کے لئے علم نحو، علم معانی، علم بیان اور دیگر علوم میں مہارت ہونا کوئی ضروری نہیں اور ولایت ان علوم پر ہرگز موقوف نہیں ہے، علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے قَطْعًا کا لفظ بہت تاکید سے فرمایا ہے کہ ہرگز موقوف نہیں ہے، مطلب یہ ہے کہ جو ضروری علم ہے، فرض عین کے درجے میں جتنا علم ہے مثلاً نماز میں کیا فرض ہے اور کیا واجب ہے یہ جاننا ضروری ہے، یہاں مطلق علم دین کے حصول کی نفی مراد نہیں ہے، یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ نماز کی سنتیں اور فرض بھی نہ جانتا ہو، فرض و واجبات اور دیگر اہم ضروریات دین سے متعلق آگاہی والا علم حاصل کرنا تو ہر مسلمان مرد و عورت پر فرضِ عین ہے۔

اصلی عالم وہ ہے جو اللہ کا عالم ہو

بہت سے اولیاء اللہ ایسے ہیں کہ انہوں نے فرائض و واجبات کا ضروری علم دین تو حاصل کیا تھا لیکن شرح جامی، منطق اور فلسفہ وغیرہ نہیں پڑھا یعنی اصطلاحی عالم نہیں تھے،

کسی مدرسے کے پڑھے ہوئے نہیں تھے لیکن عالم باللہ تھے، اللہ کے عالم تھے، اللہ کو خوب جانتے تھے۔ وَ قَدْ کَانَ الصَّحَابَۃُ اَعْلَمُ مِنْ عُلَمَاءِ التَّابِعِیْنَ بِحَقَایِقِ الْیَقِیْنِ وَدَقَایِقِ الْمَعْرِفَۃِ مَعَ اَنَّ فِیْ عُلَمَاءِ التَّابِعِیْنَ مَنْ ھُوَ اَقْوَمُ بِعِلْمِ الْفِقْهِ مِنْ بَعْضِ الصَّحَابَۃِ[٢٧] صحابہ حقائق یقین میں اور معرفت کے دقائق میں علماء تابعین سے زیادہ عالم تھے یعنی اللہ کی معرفت کے زیادہ عالم تھے، اگرچہ بعض تابعی ایسے بھی تھے جو علم فقہ و تفصیلی جزئیات وغیرہ میں بعض صحابہ سے زیادہ ماہر تھے لیکن اللہ کی عظمت و معرفت کے معاملے میں صحابہ کے یقین کو کوئی نہیں پاسکتا اس لیے ان کا درجہ افضل رہے گا۔ صحابہ کا یقین، ان کی معرفت اور اللہ کی عظمت جو ان کے قلب میں تھی اور جان دینے کا جذبہ جو ان میں تھا اسے کون پاسکتا ہے؟ جس نے رسول خدا کو اپنے آنکھوں سے دیکھا ہو، جس کے بارے میں حضور نے یہ فرمایا ہو صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ[٢٨] ایسی نماز پڑھو جیسی مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ ہے کوئی آج اس حدیث کا مخاطب؟ صحابہ کے علاوہ کسی نے دیکھا ہے حضور کو نماز پڑھتے ہوئے؟ صحابہ ہی اس کے خاص مخاطب ہیں کیوں کہ صحابہ نے ہی حضور کو اپنی آنکھوں سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔

میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حضرت بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ بِشر حافی وہ بزرگ ہیں جو اصطلاحی عالم نہیں تھے، کسی مدرسے سے فارغ نہیں تھے، درسیات کے ماہر نہیں تھے لیکن ان کو بقدر ضرورت دین کا علم حاصل تھا۔ حضرت امام احمد ابن حنبل درس گاہ میں ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہوگئے۔ طلبہ نے کہا کہ حضرت آپ عالم ہو کر ایک غیر عالم کے لیے کھڑے ہوگئے۔ فرمایا کہ میں عالم بالکتاب ہوں، کتاب کو خوب جانتا ہوں مگر بِشر حافی عالم باللہ ہے اور اللہ کو خوب جانتا ہے بلکہ ہم سے زیادہ جانتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کو پہچانتا ہے اس لیے میں ان کے لیے کھڑا ہو جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت بِشر حافی کو ایسا مقام عطا فرمایا

---

[٢٧] روح المعانی:٢٨/١٠٧، ذکرہ فی اشارات سورۃ الجمعۃ (٢)، دار احیاء التراث، بیروت

[٢٨] صحیح البخاری:٢/٨٨٨ (٦٠٣٦)، باب رحمۃ الناس والبھائم، المکتبۃ المظھریۃ

تھا کہ امام احمد بن حنبل فقہ کے امام تھے لیکن ان کے ادب میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ جو بندے ہونہار ہوتے ہیں جب اللہ ان کو توفیق دیتا ہے تو وہ اللہ والوں کا ادب کرتے ہیں۔

اہل اللہ کے بارے میں رائے زنی سے اجتناب کریں

حکیم الامّت حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ حسن العزیز میں فرماتے ہیں کہ میں نے ہمیشہ اللہ والوں کا ادب کیا ہے۔ میں حضرت تھانوی کے بعینہٖ وہ الفاظ سنانا چاہتا ہوں کیوں کہ اپنے الفاظ میں تو ہو سکتا ہے کہ کچھ کمی بیشی ہو جائے۔ میں نے نوٹ کر کے رکھا ہے کہ کتاب حسن العزیز کے صفحہ ایک سو چوّن پر ملفوظ نمبر دو سو اکتالیس میں حکیم الامّت فرماتے ہیں:

"میں نے ہمیشہ اللہ اللہ کرنے والوں کا ادب کیا ہے۔ گو ان سے کچھ لغزشیں بھی ہوتی ہیں حالاں کہ میں صاحبِ فتویٰ بھی ہوں مگر اہل اللہ پر فتویٰ کبھی جاری نہیں کیا۔ سب اہل اللہ سے میں نے دعائیں لی۔"

دیکھا آپ نے حکیم الامّت فرما رہے ہیں کہ میں نے سب اہل اللہ سے دعائیں لی ہیں۔ ان دعاؤں ہی سے کام بنتا ہے۔

شقاوت کو سعادت سے بدلنے کا نسخہ

حکیم الامّت سے ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت اس شعر کا کیا مطلب ہے؟ ؎

یک زمانے صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اللہ والوں کے پاس تھوڑی دیر بیٹھنا سو برس کی بے رِیا اِخلاص والی عبادت سے افضل ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اس میں تعجب کی کیا بات ہے کہ تھوڑی دیر اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنا سو برس کی اخلاص والی عبادت سے افضل ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ شیطان نے ایک ہزار سال تک عبادت کی لیکن مردود ہونے سے نہیں بچ سکا۔ مگر تاریخ شاہد ہے کہ جنھوں نے اللہ والوں کی صحبتیں اٹھائیں ان کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ لہٰذا اگر اس شعر میں سو برس

کی بجائے ہزار برس کی عبادت بھی لکھی ہو تب بھی کم ہے۔ کیوں کہ شیطان ہزار سال کی عبادت کرنے کے باوجود مردود ہو گیا مگر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے، بخاری شریف میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ[۲۹] جو اللہ کے خاص بندے ہیں ان کے پاس بیٹھنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ محروم نہیں کرتے۔ بشرط یہ کہ اس میں طلب کی صفت بھی ہو، جس میں طلب کا جتنا ظرف ہو گا اسی کے مطابق اس کو ملے گا۔

اہل اللہ کا فیض یافتہ گمراہ نہیں ہوتا

پاکستان بننے سے پہلے ہندوستان کے ہندوؤں نے شُدھی نامی ایک تحریک چلائی جس کا مقصد مسلمانوں کو ہندو بنانا تھا۔ اس زمانے کا حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک وعظ ہے محاسن اسلام۔ اس میں حضرت نے فرمایا کہ کانپور میں بہت سے آریہ مسلمانوں کو ہندو بنا رہے تھے۔ اس وقت ایک ہندو آریہ نے ایک رپورٹ لکھی، دہلی کے دفتر میں اس کا خط ملا کہ بہت سے لوگوں کو میں نے ہندو بنالیا لیکن جس مسلمان کا تعلق کسی بزرگ سے ہوتا ہے وہاں تو میں پٹتے پٹتے بچ جاتا ہوں۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید کے پاس ایک ہندو آریہ گیا اور اس سے کہا کہ بھائی کچھ دیر کے لیے میری بات سنو، میں آپ کو ہندو مذہب کی تعریف بتاتا ہوں، آپ دیکھیے اس مذہب میں کیا کیا خوبیاں ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ مسلمان اپنے گھر کے اندر گیا اور ایک نعل دار جوتا لے کر آیا جس میں نیا نیا لوہا لگا تھا۔ پہلے لوگ جوتے کے تلے میں لوہا لگاتے تھے تاکہ جوتا جلدی نہ گھسے۔ تو اس مسلمان نے ہندو آریہ سے کہا کہ اب اگر کبھی میرے دروازے پر آئے تو اس نعل دار جوتے سے کھوپڑی گنجی کر دوں گا، جانتے نہیں میں مولانا قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہی کا غلام ہوں، اللہ والے کا غلام ہوں، تم میرے ایمان کو نہیں خرید سکتے۔ دوستو! یہ فائدہ ہوتا ہے اللہ والوں سے تعلق کا۔ اللہ والوں کی صحبت سے ان کے قلب کا جو یقین دل میں اُترتا ہے، وہ یقین عبادت سے نہیں اتر سکتا۔ جو یقین اللہ

---

[۲۹] صحیح البخاری: ۲/۹۴۸ (۶۴۴۳) باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ، المکتبۃ المظہریۃ

والوں کے قلب سے آپ کے قلب میں منتقل ہوتا ہے وہ آپ سو برس کی عبادت سے بھی نہیں پاسکتے۔

بدگمان ہمیشہ ناکام رہتا ہے

قرآن پاک کی آیت ہے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ [۳۰] صادقین یعنی کاملین کے پاس بیٹھو، لیکن بیٹھنے والا بھی صادق ہو، اللہ کے لیے بیٹھے۔ اگر اللہ والوں کے پاس کوئی اعتراض لے کر آیا، بدگمانی لے کر آیا اس کو تھوڑی کچھ ملے گا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک عورت نے چاند دیکھا، اس وقت وہ اپنے بچے کو صاف کررہی تھی، اس کی انگلی میں تھوڑی سی گندگی لگی رہ گئی، اس نے ناک پر ہاتھ رکھ کر چاند دیکھا اور بولی ارے چاند تو نظر آیا مگر سڑا ہوا ہے، اس میں سے تو بدبو آرہی ہے۔ پہلے زمانے میں عورتیں جب بات کرتی تھیں تو ناک پر انگلی رکھ کر بات کرتی تھیں۔ تو اس کو چاند میں بدبو محسوس ہوئی حالاں کہ گندگی اس کی انگلی میں تھی۔

ضروریاتِ دین کا علم حاصل کرنا فرضِ عین ہے

بعض لوگ یہ سن کر کہ اللہ میاں ہمیں ایسے ہی علم عطا کردیں گے ضروری مسائل کا علم بھی نہیں سیکھتے۔ اس علم سے علامہ آلوسی کی مراد فلسفہ، منطق اور نحو ہے۔ یہ نہیں کہ فرض نماز میں سجدہ سہو کہاں کہاں واجب ہوتا ہے، نماز میں کتنے واجبات ہیں اور ترکِ واجب سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے یہ بھی نہیں معلوم۔ جیسے ایک حافظ قرآن پر سجدہ سہو واجب ہوا، وہ التحیات پڑھ کر کھڑا ہوگیا تھا، لقمہ دینے کے بعد بیٹھ گیا، اس کے بعد سجدہ سہو نہیں کیا۔ جب میں نے اس کو ٹوکا تو اس نے کہا کہ مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا۔ میں نے کہا کہ بھائی تم امامت کرتے ہو، تمہارے لیے تو بہشتی زیور پڑھنا ضروری ہے، اس کے دوسرے حصے میں نماز سے متعلق یہ سب چیزیں لکھی ہوئی ہیں اور سب اردو زبان میں ہی ہیں۔ حضرت حکیم الامّت تھانوی نے بہشتی زیور لکھ کر امّت پر احسان فرمایا ہے۔ اگر آپ بہشتی زیور پڑھ لیں تو آدھے

---

[۳۰] التوبۃ:۱۱۹

مولوی تو ہو ہی جائیں گے۔ ان شاء اللہ اہم ضروریات کے مطابق آپ کا کام ہو جائے گا۔

اس پر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعضے جاہل فقیر ضروری علم بھی حاصل نہیں کرتے، مجھے ایک فقیر ملا مَنْ تُقَبَّلَ یَدُہٗ فِیْ زَمَانِنَا وَ قَدْ بَلَغَ مِنَ الْعُمُرِ نَحْوَ سَبْعِیْنَ سَنَۃً جس کے ہاتھ چومے جاتے تھے، اور اس کی عمر ستّر سال کی تھی۔ مگر جب وہ کلمہ پڑھتا تھا تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے بجائے لَا اِلٰہَ اِنَّ اللہَ پڑھتا تھا۔ علامہ آلوسی نے فرمایا کہ میں نے اس کو پکڑ کر کئی دفعہ سکھایا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھو۔ اس نے بڑی مشقت سے اسے پڑھا۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ ہمارے پاس سے جا کر اسے صحیح کلمہ یاد رہا ہوگا یا بھول گیا ہوگا۔[۳۱] تو ایسی جاہل فقیری سے بھی بچنا چاہیے۔

غیبت اللہ کے بندوں کی آبروریزی کا نام ہے

لوگ کہتے ہیں کہ غیبت کیا ہے؟ غیبت یہی ہے کہ آپ دل میں سوچیے کہ جس کی غیبت کی جارہی ہے اگر وہ موجود ہوتا اور یہ بات سنتا تو اس کو رنج ہوتا یا نہیں؟ اگر اندر سے جواب آجائے کہ اس کو تکلیف ہوتی تو سمجھ لو کہ یہ غیبت ہے، لہٰذا اس سے رُک جاؤ۔ اکثر ہم دوسروں کی غیبت کر کے مزہ لیتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو ہنسا بھی دیتے ہیں کہ فلاں یوں چلتے ہیں اور جب ہنستے ہیں تو ان کا منہ ایسا ہو جاتا ہے، غرض خوب مزے لے لے کر ہنس رہے ہیں۔ لیکن ان کو یہ خبر نہیں ہے کہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھر رہے ہیں۔

غیبت کرنے والا مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے کیوں کہ وہ اس وقت موجود نہیں ہے، اس کی غیر موجودگی میں اس کی برائی کرنا گویا مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ[۳۲] کیا کوئی اس کو محبوب رکھے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ اللہ تعالیٰ نے اتنی نفرت کا عنوان اختیار فرمایا ہے، اس سے زیادہ نفرت کا عنوان اور کیا ہو سکتا ہے؟ یہ غیبت سے بچانے

۳۱؎ روح المعانی:۲۸/۱۰۷، ذکرہ فی اشارات سورۃ الجمعۃ (۲)، دار احیاء التراث، بیروت

۳۲؎ الحجرٰت:۱۲

کے لیے انتہائی نفرت کا آخری عنوان تھا کہ کیا تم پسند کرو گے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ۔ جب وہ موجود نہیں ہے تو گویا کہ تمہارے لیے مردہ ہے ورنہ اگر موجود ہوتا تو کَس کے ایک لگاتا، چوں کہ موجود نہیں ہے اس لیے اس کی غیبت سے مزہ لے رہے ہو۔ اگر سامنے ہوتا اور کَس کے ایک لگاتا کہ منہ پھر جاتا، پھر ہمت نہ پڑتی۔ لہٰذا یہ ہی سوچ لیا کرو کہ اگر وہ موجود ہوتا تو اسے یہ بات ناگوار گزرتی۔

لوگوں کا عیب ظاہر کرنا کب ضروری ہو جاتا ہے؟

بلا ضرورت شدیدہ کسی کی برائی کرنا بالکل حرام ہے۔ البتہ کچھ خاص مواقع ہوتے ہیں جیسے کسی کی شادی ہو رہی ہے اور لڑکی کانی ہے یا کوئی اور عیب ہے، اس کے بارے میں لڑکے والوں کو بتا سکتے ہو، اسی طرح لڑکے کا کوئی عیب لڑکی والوں کو بتایا جا سکتا ہے۔ یا قربانی کے لیے بکرا خرید رہے ہو اور وہ دو دانت کا نہیں ہے لیکن بیچنے والا قسمیں اٹھا رہا ہے تو اس وقت کوئی جاننے والا ہو تو وہ منہ کھول کر دکھا دے کہ اس کے دو دانت نہیں ہیں۔ یہ عیب ہی کی ایک قسم ہے، یہ غیبت نہیں ہے۔ اسی طرح جیب کاٹنے والا بس میں کھڑا ہے اب اگر کوئی جانتا ہے کہ جیب کترا ہے تو اسے ظاہر کر دینا چاہیے، یہ نہیں کہ میں جیب کترے کی برائی نہیں کروں گا ورنہ غیبت ہو جائے گی۔ اس وقت اس کی اطلاع دینا واجب ہے تاکہ لوگ اپنی جیب کا دھیان رکھیں۔

غیبت سے بچنے پر خوشخبری

غرض جہاں کس آدمی سے ضرر کا خطرہ ہو، کسی نقصان کا خطرہ ہو وہاں تو اس کا عیب ظاہر کر دو لیکن جو محض مزہ لینے کے لیے اور مجلس گرم کرنے کے لیے غیبت کر کے مسلمان بھائیوں کا مذاق اُڑاتا ہے اس پر ایک حدیث سن لیجیے جو میں نے کل مشکوٰۃ کے سبق میں پڑھائی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں، فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنِ اغْتِیْبَ عِنْدَہٗ اَخُوْہُ الْمُسْلِمُ وَھُوَ یَقْدِرُ عَلٰی نَصْرِہٖ فَنَصَرَہٗ نَصَرَہُ اللہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ جس کے پاس کسی مسلمان کی غیبت کی جائے اور وہ اتنی طاقت رکھتا ہے کہ اس کا مقابلہ کر کے اس کو دفع کر دے کہ نہیں بھئی وہ ہمارے بھائی ہیں، مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرو۔

جس مسلمان بھائی کی تمہارے سامنے غیبت کی جائے اور تم طاقت رکھتے ہو کہ اس کو چپ کرادو کہ بھائی میرے سامنے ان کی برائی مت بیان کرو ہو سکتا ہے کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہو، ہو سکتا ہے کہ انہوں نے توبہ کرلی ہو، ہو سکتا ہے کہ اللہ کے یہاں ان کا کوئی درجہ ہو، کیوں ان کی غیبت کرتے ہو؟ اگر تم نے کسی کا کوئی عیب دیکھ بھی لیا تو ہو سکتا ہے اس نے اللہ سے توبہ کرلی ہو اور تم کو توبہ کا علم نہ ہو لہٰذا اپنی فکر کرو، کسی کوڑھی کو کسی کے زکام پر ہنسنا نہیں چاہیے، اپنے مرض کو کوڑھ سمجھو اور دوسرے کے مرض کو زکام۔ اس پر میرا ایک شعر ہے، ملفوظ تو حکیم الامت کا ہے مگر میں نے اس پر شعر بنادیا ہے۔

نا مناسب ہے اے دلِ ناداں
کہ جزامی ہنسے زُکامی پر

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے اپنی طاقت استعمال کر کے اپنے مسلمان بھائی کی مدد کردی اور غیبت کرنے والوں سے کہا کہ میرے سامنے کسی کی غیبت مت بیان کرو، غیبت سننا بھی تو حرام ہے تو مجھے کیوں حرام میں مبتلا کر رہے ہو؟ اس ہنسنے میں کوئی مزہ نہیں، اس وقت جو ہنس رہے ہو تو پیٹ میں جہنم کی آگ بھر رہے ہو، یہ ہنسنا تمہیں قیامت کے دن رُلانے کا انتظام کر رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے بھائی کی مدد کردی تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا میں بھی مدد کریں گے اور آخرت میں بھی مدد کریں گے۔ دیکھا کتنا بڑا انعام مل گیا حالاں کہ آپ نے بس ایک جملہ کہہ دیا کہ بھائی میرے سامنے میرے بھائی کی غیبت مت کرو۔

اپنے مسلمان بھائی کی اس غائبانہ مدد کرنے پر اللہ کا وعدہ ہے نَصَرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ دنیا میں بھی اللہ اس کی مدد کریں گے اور آخرت میں بھی اس کی مدد کریں گے۔ اتنا بڑا انعام ملا کہ اللہ کی طرف سے دونوں جہاں کی مدد کا وعدہ ہو گیا۔ حالاں کہ آپ نے اپنے بھائی کی صرف تھوڑی سی مدد کی اور جب وہ سنے گا تو وہ بھی خوش ہو جائے گا کہ دیکھو میرے بھائی نے میرا کیسا دفاع کیا، اس سے محبت اور بڑھے گی اور غیبت کرنے والے کی اصلاح بھی ہو جائے گی، پھر آیندہ آپ کے سامنے غیبت کرنے کی، آپ کو حرام میں مبتلا کرنے کی اس کی ہمت نہیں ہو گی ان شاء اللہ، اس کو ہمیشہ کے لیے نصیحت ہو جائے گی۔

غیبت کرنے سے نہ روکنے پر وعید

اور اگر وہ طاقت رکھتے ہوئے خاموش رہا اور غیبت کرنے والے کو نہیں روکا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فَاِنْ لَّمْ یَنْصُرْہُ وَھُوَ یَقْدِرُ عَلٰی نَصْرِہٖ اَدْرَکَہُ اللہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اور اگر قدرت کے باوجود اپنے مسلمان بھائی کی مدد نہ کرے اور غیبت سنتا رہے تو اللہ تعالیٰ نہ دنیا میں اس کی مدد کریں گے نہ آخرت میں اس کی مدد کریں گے۔ اگر آپ نے خاموشی سے غیبت سن لی اور قدرت رکھتے ہوئے بھی اپنے بھائی کی مدد نہیں کی تو اب دیکھو کیا عذاب آتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَدْرَکَہُ اللہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ[۳۳] اللہ پکڑے گا اس کو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اللہ کی اس پکڑ کی شرح مشکوٰۃ شریف میں بین السطور میں لکھی ہے اَیْ خَذَلَہُ اللہُ وَ انْتَقَمَ مِنْہُ[۳۴] اللہ اس کو رُسوا کردے گا اور دنیا و آخرت میں اس سے انتقام لے گا۔

بعض دوستوں سے جب میں نے سختی سے کہا تو اس دن سے ان کی غیبت کرنے کی عادت ہی ختم ہوگئی ورنہ جب دیکھو دوسروں کے بارے میں باتیں ہو رہی ہیں کہ فلاں ایسا ہے اور فلاں ایسا ہے۔ جب میں نے سختی سے عرض کیا کہ چاہے آپ اختر کو پسند نہ کریں، اس سے تعلقات چھوڑ دیں مگر میں اس کو گوارا نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں مبتلا ہو جاؤں اور آپ کو خوش کرنے کے لیے، آپ کو ہنسانے کے لیے خدا کے غضب کو خریدوں، یہ سودا مہنگا ہے، میں یہ نہیں خرید سکتا۔

دوستو! آج سے عہد کرلو کہ مسلمان بھائیوں کی غیبت اور ان پر تبصرے کر کے مجلس کو گرم نہیں کریں گے، اللہ کی یاد سے گرم کریں گے، اولیاء اللہ کے حالات سے گرم کریں گے، صحابہ کے واقعات سے گرم کریں گے، ایمان سے گرم کریں گے، ان چیزوں سے تو ایمان ٹھنڈا ہوتا ہے۔ مردہ جب مر جاتا ہے تو پھول جاتا ہے ایسا ہی نفس حرام مزے سے پھول جاتا ہے، مگر اس کے بعد پھر سڑ جاتا ہے اور پھٹ جاتا ہے۔

۳۳؎ مصنف عبد الرزاق: ۱۱/۱۷۸(۲۰۲۵۸) باب الاغتیاب والشتم، المکتب الاسلامی

۳۴؎ مشکوٰۃ المصابیح: ۲/۴۲۳، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، المکتبۃ القدیمیۃ

بس آج کی مجلس ختم ہوئی۔ دعا کر لیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ **اَلنَّفْسُ ظُلْمَۃٌ کُلُّھَا وَ سِرَاجُھَا التَّوْفِیْقُ** [۳۵] نفس سر سے پیر تک تاریک ہے، اندھیرا ہے اور اس کی روشنی توفیقِ الٰہی ہے۔ اگر اللہ توفیق نہ دے تو سارا علم دھرے کا دھرا رہ جاتا ہے اور علم کے باوجود گندے اعمال کی غلاظت کھالیتا ہے۔ لیکن اگر اللہ کا کرم ہو جائے تو ان شاء اللہ اس توفیق کی برکت سے ہمارے دنیا اور آخرت کے سب کام آسان ہو جائیں گے اس لیے اللہ سے توفیق کی دعا کیجیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں پر اپنی توفیقاتِ خاصّہ سے آخرت کے اعمال کو آسان فرمائے اور دنیا کی مشکلات کو بھی حل فرمائے اور اپنی رحمت سے ہماری دنیا و آخرت دونوں بنادے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

❁ ❁ ❁ ❁

دردِ عشقِ حق بھی تم حاصل کرو
لاکھ تم عالم ہوئے فاضل ہوئے

یک زمانے صحبتے با اولیاء
جس نے پائی ہے وہی کامل ہوئے

۳۵؎ روح المعانی: ۱۳/۸۷، یوسف (۴۶)، دار احیاء التراث، بیروت

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

”اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہوگی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

❁❁❁❁

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو کہ

اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمایئے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمایئے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آئندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آئندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرا لوں گا۔

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

❀❀❀❀

امور عشرہ برائے اصلاح معاشرہ

از محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے دوسرے احکام کی پابندی کی توفیق ان شاءاللہ تعالیٰ ملے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقوی کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات و سنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا، اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بد نگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاق ذمیمہ (برے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص و طمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً و اجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائل تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قراءت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقہ کو سیکھنا نیز اذان و اقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کر کے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

۷۔ سنن عادات کا بھی خاص خیال رکھنا، مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ۔ مسنون طریقہ پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلام پاک کے حُسن و جمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعد اخفاء و اظہار، معروف و مجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات و معاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت و پریشانی میں مبتلا نہیں ہُوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہُوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہُوا ہوں، نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر و ثواب ہو گا۔

۱۰۔ اپنے شب و روز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سُنتِ موکدہ، سُنت غیر موکدہ، مستحب و مباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر و شرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

❀❀❀❀

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ولی اللہ صرف اصطلاحی عالم ہی ہوسکتا ہے جو مدارس سے پڑھ کر نکلا ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کسی کو علم عطا کرنے کے لیے اس بات کے پابند نہیں ہیں کہ وہ کسی مدرسے ہی میں داخل ہو۔ نبی اُمّی کی غلامی کے صدقے میں امت کے بعض خصوصی اولیاء کو بھی اللہ نے یہ مقام دیا ہے کہ وہ کسی مدرسے کے فارغ التحصیل نہیں ہوتے لیکن ان کی زبان سے علوم ومعرفت کے وہ دریا رواں ہوتے ہیں کہ بڑے بڑے علماء ان کے سامنے زانوئے ادب طے کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''اہل اللہ کی شان علم وحلم'' میں اس عام غلط فہمی کا ازالہ فرمایا ہے کہ اولیاء کرام کے لیے مدارس کا کورس کرنا لازمی ہے۔ فرائض وواجبات سے متعلق دین کا ضروری علم حاصل کرنا تو ہر مسلمان پر فرض ہے لیکن اللہ کی دوستی حاصل کرنے کے لیے باقاعدہ سارے علوم وفنون کا ماہر ہونا لازمی نہیں بلکہ اس کا معیار عمل صالح اور تقویٰ پر ہے۔

www.khanqah.org

AW14B